Al-Mahdi Research Journal (MRJ)

ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Vol 5 Issue 1 (July-Sep 2023)

Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part I)

امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ اول)

Hafiz Muhammad Masood Ahmad
Principal Darululoom Muhammadia Qamar-ul-Islam Lahore
hmmasood7@gmail.com
ORC ID: 0009-0003-4215-7575

Saba Aorangzaib
Lecturer: Govt. Graduate College for Women Baghbanpura, Lahore
Ph.D. Scholar University of Education, Lahore, Email sabas1211@gmail.com

Dr Professor Abrar Mohy Ud Din
Professor Department of Islamic Studies University of National College of Business Administration & Economics Lahore Sub-Campus Bahawalpur, abrar.mohyudin@iub.edu.pk

Abstract

Imam Shatbi's Theory of Ijtihad, a foundational idea in Islamic jurisprudence, is examined analytically in this study. By utilizing a meticulous research approach based on textual analysis and historical contextualization, the study seeks to clarify the nuances of Imam Shatbi's ideas and their relevance to modern legal debate. The main goal is to evaluate Imam Shatbi's theoretical framework critically, taking into account its applicability, relevance, and interpretive flexibility in the context of the larger Islamic legal tradition. This study takes a multipronged approach to analyzing

OPEN ACCESS
CC BY

Imam Shatbi's theoretical contributions, drawing from an extensive analysis of primary sources, secondary literature, and academic commentary. This study aims to provide a comprehensive understanding of the difficulties inherent in the concept of ijtihad as stated by Imam Shatbi by exploring the historical setting in which his views developed, as well as their reception and progression over time. The creation of hypotheses that act as tenets for the inquiry is essential to this study. Imam Shatbi's Theory of Ijtihad is said to be a comprehensive synthesis of traditional legal approaches, distinguished by a thorough comprehension of legal concepts, scriptural sources, and juristic reasoning. Moreover, it is proposed that his understanding of ijtihad represents a flexible and dynamic method of interpreting the law that may keep the fundamental tenets of Islamic jurisprudence intact while addressing modern issues.

Keywords: Imam Shatbi, Ijtihad, Islamic jurisprudence, theoretical framework, textual analysis

تمہید

اس میں شک نہیں ہے کہ شریعت میں اجتہاد کے درجے کا حصول کوئی آسان کام نہیں ہے،اسے پانے کے لیے بڑی محنت اور مشقت کے ساتھ اس کی لازمی شروط کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے،ان شروط کے واجبات سے اجتہادی عمل مکمل ہوتا ہے،یہ ایسی شروط ہیں جن کی رعایت رکھتے ہوئے کوئی بھی مجتہد نہایت گہرائی سے احکام شرعیہ کا استنباط کر سکتا ہے۔ امام شاطبیؒ نے اس میدان کو اپنی تصریحات اور اشارات سے خوب مزین کیا ہے،انھوں نے مجتہد کے لیے اس کی ذمہ داریاں اور فرائض واضح کیے ہیں جن کی رعایت رکھتے ہوئے مجتہد اجتہاد کے عمل کو بخوبی سرانجام دے سکتا ہے،امام شاطبیؒ اس معاملے میں دو وجوہات سے ممتاز ہیں:

پہلی: مجتہد کی ذمہ داریوں اور فرائض کی تصریح کرنا، جسے اکثر اصولیوں نے اجتہاد کی بحثوں میں صراحتاً ذکر نہیں کیا۔

دوسری: امام شاطبیؒ نے بعض ذمہ داریوں پر تفصیلی کلام کیا ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کے پاس نظر نہیں آتا۔

وہ امور جنھیں امام شاطبیؒ نے صراحتاً ذکر کیا یا ان کی طرف اشارہ کیا کہ ان کا امور کا خیال کیا جائے مجتہد اجتہاد کرتے ہوئے ان کی رعایت کرے۔

CC BY

ا-متعصب نہ ہو:

تعصب عصب سے ہے، اس کا مطلب کسی چیز کو دوسری سے مستطیل یا متدیر مربوط کرنا، پھر اس کی کئی فروعات ہیں جو ساری ایک قیاس کی جانب لوٹتی ہیں، کہا جاتا ہے فلان معصوب الخلق یعنی وہ گوشت جمع کرنے والا ہے۔ اسی سے عصابۃ آتا ہے جیسے پگڑی باندھنا، اسی سے العُصبۃ آتا ہے جس کا مطلب انسانوں کی ایک جماعت یا پرندوں کا غول جو بیس سے چالیس کے درمیان ہوں، تعصب کہتے ہیں: جب کسی چیز کا تمسک کیا جائے اسے لازم اور قبضہ کر لیا جائے اسی پر اقتناع کر کے راضی ہو جائے۔ اسی سے کہتے ہیں فلان نے اپنی قوم کے لیے تعصب کیا، اور اس کی رگوں میں عصبیت کا خون دوڑتا ہے۔ (1)

یوں تعصب کا مطلب ہوا کسی چیز کو مضبوطی سے تھامنا اور چھوٹنے نہ دینا، بلکہ مکمل طاقت کے ساتھ اس کا دفاع کرنا۔ المورودی نے اس کی تعریف یوں کی ہے: "اپنے مذہب کی تائید کے لیے نفسانی میل رکھنا، اور دوسرے امام اور ان کے مقلدین کی حق تلفی کرنا"۔ (2)

یہ تعریف مقلد کے تعصب پر صادق آتی ہے، اگر اتنے قول پر اکتفا کیا جائے: "اپنے مذہب کی تائید کے لیے نفسانی میل رکھنا" یہ کسی مجتہد یا مقلد کے تعصب کو بیان کرنے کے لیے زیادہ موافق ہو گی، اس لیے کہ مجتہد کا میلان اپنی رائے کی طرف ہوتا ہے، اور مقلد کا میلان اپنے امام کی رائے کی طرف ہوتا ہے۔

کیا تعصب مجتہدین کی صفات میں سے ہے یا پھر جو منزل اجتہاد تک پہنچ جائے وہ صفت سے عاری ہو جاتا ہے؟ یہ امام شاطبیؒ کی رائے سے واضح ہو گا۔

امام شاطبیؒ کے نزدیک کسی مجتہد کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی رائے میں تعصب رکھے، اسی طرح اسے اپنی غلطی پر بھی اصرار و قائم نہیں رہنا چاہیے، اس لیے کہ یوں وہ علم کے صحیح راستے سے ہٹ جائے گا اور یہ شریعت میں اختلافات کا سبب بنے گا۔

امام شاطبیؒ نے مفتی کی صفات امام مالک سے نقل کی ہیں، وہ فرماتے ہیں: "میں انسان ہوں غلطی اور ٹھیک ہو سکتا ہوں، میری رائے دیکھو، اس میں جو کتاب وسنت سے موافق ہو اسے لے لو، اور جو قرآن وسنت سے موافق نہ ہو اسے چھوڑ دو"۔ (3) آئمہ کرام اپنی آراء واقوال میں تعصب نہیں کرتے تھے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "حدیث میرا مذہب ہے، جو اس کی مخالفت کرے اسے سخت سزا دو"۔ (4)

یہ علمائے الراسخین کا حال تھا وہ جو بات کرتے تھے اگر شریعت کے موافق ہوتی تو بہت اچھی اگر شریعت سے متصادم ہوتی تو اسے شریعت سے منسوب نہیں کرتے تھے، کوئی عالم اس پر راضی نہیں ہوتا تھا کہ اس کا کوئی غلط قول شریعت کی طرف منسوب کیا جائے۔ (5)

OPEN ACCESS
CC BY

امام شاطبیؒ نے اپنی آراء پر تعصب سے کام لینا اہل بدعت کا خاصہ بتایا ہے، اس لیے کہ جو اہل علم راسخ فی العلم ہوتے ہیں ان میں رحم دلی، محبت اور تعاطف کا جذبہ غالب ہوتا ہے، شاطبیؒ فرماتے ہیں: ''اسلام محبت، اخوت، تعاطف کی طرف بلاتا ہے، جو رائے اس کے خلاف ہو وہ دین سے خارج چیز ہو گی۔''(6)

یہ حضرات اگرچہ آپس میں فقہی اختلاف رکھتے تھے لیکن اپنی آراء پر تعصب نہیں کرتے تھے، ان کے اتحاد و اختلاف کا مقصد سوائے قصد شارع کو پانے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا، اس لیے طریقوں کا اختلاف ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا، اسی طرح جیسے عبادت کرنے والوں میں مختلف عبادتوں سے کوئی اختلاف نہیں ہوتا، ایک آدمی نماز کے ذریعے قربت چاہتا ہے، دوسرا روزے کے ذریعے، کوئی صدقہ کے ذریعہ لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کی توجہ کے طلب گار ہوتے ہیں، اسی طرح مجتہدین جب ان کا مقصد ہی قصد شارع کو پانا ہوتا ہے تو ان کی بات ایک ہوتی ہے اس کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔(7)

اسی لیے مجتہد پر ضروری ہے کہ وہ تعصب سے دور رہے، کیونکہ یہ علماء کرام کی شان نہیں ہے(8)، وہ حق کی اتباع کرنے والا ہو، اسے ہی محکم سمجھے، اپنی رائے اور نظریات پر اسے فوقیت دے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ اصولی امام شاطبیؒ کے ساتھ اس میں موافقت کرتے ہیں، اس کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

پہلا: اپنی نفسانی خواہشات کی اتباع کو حرام بالاتفاق حرام کہتے ہیں، اس باب میں مجتہد کے تعصب کو بھی درست نہیں سمجھتے۔(9)

دوسرا: اس پر بھی متفق ہیں کہ اگر مجتہد کا اجتہاد بدل جائے تو اسے پہلے سے رجوع کر لینا چاہیے، یہ تعصب کے منافی ہے۔(10)

تیسرا: آداب مناظرہ میں سے ہے کہ مناظر کا مقصد حق کی تلاش ہو اور اس کی توفیق کا طلب گار ہو، مناظرے سے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل نہ ہو۔(11)

چوتھا: اس نے آئمہ کرام کے اقوال کا تتابع کیا ہو جو قرآن وسنت کی روشنی میں ہو، جو اس کے موافق ہو گا وہ قبول کرے گا جو اس کی مخالفت کرے گا وہ مردود ہو گا(12)، بعض علماء نے تعصب سے مطلقا منع کیا ہے چاہے وہ کسی مجتہد کی طرف سے ہو یا مقلد کرے، ان میں المورِوی الحنفی ہیں: انھوں نے تعصب کے حرام ہونے کا قول کیا ہے، پھر ان سے دیگر حنفیوں نے بھی نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ''ہمارے علماء نے اسے ذکر کیا، اسی طرح دیگر مذاہب کے علماء نے بھی تعصب کی حرمت کا قول کیا ہے''۔(13)

بہر حال تعصب ہر حال میں مذموم ہے، مجتہد کی شان اور اس کے اخلاق جو اس میں ہونے چاہیے ان کے بالکل خلاف ہے۔

دلائل:

امام شاطبیؒ نے تعصب کی حرمت کے قول کے لیے یہ دلائل دیے ہیں: تعصب سے آپس میں اختلافات اور دوریاں پیدا ہوتی ہیں، جبکہ شریعت اس سے منع کرتی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا﴾(14) اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ١﴾(15) ''جو چیز بھی حرام کام کا سبب بنے وہ حرام ہوتی ہے، اسی لیے شریعت میں سد الذرائع کا باب ہے تاکہ محرمات سے دور رہا جائے۔''(16)

CC BY

۲-اجتہاد میں ذاتی خواہشات کو ملحوظ نہ رکھے:

الھوی کا لغوی معنی خالی یا گرنے کا آتا ہے، اس کی اصل زمین اور آسمان کے درمیان جو ہوا ہے اس سے ہے، کیونکہ وہ بھی خالی ہے اس لیے اس کا نام پڑا، کہتے ہیں ہر خالی چیز کو ہوا کہا جاتا ہے، کہا جاتا ہے ھوی الشیئ جب کوئی چیز گر جائے، ھاویۃ: جہنم کا نام ہے؛ کیونکہ اس میں کافر گرائے جائیں گے۔

الھوی ان دو معنوں سے لیا گیا ہے؛ کیونکہ ایسا شخص ہر طرح کی خیر سے خالی ہوتا ہے، اور صاحب ہوی کو ایسی جگہ گراتا ہے جہاں وہ نہیں جانا چاہتا۔(17)

اصطلاح میں ہوی کہتے ہیں: ''ایسا طبعی میلان جو طبیعت کو متوجہ کرے''،(18) یہ بھی کہا گیا: ''نفس کا نفسانی خواہشات کی طرف میلان جو شریعت میں نہ ہوں''۔(19)

پہلی تعریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہوی کی عمومی تعریف ہے، جبکہ دوسری تعریف ہوی مذموم کی تعریف ہے۔ ابن رجب فرماتے ہیں: ''لفظ ہوی کا مطلق استعمال خلاف حق کی طرف میلان رکھنے کے لیے ہوتا ہے''، پھر وہ فرماتے ہیں: الھوی کا اطلاق محبت اور کسی چیز کی طرف میلان کے لیے مطلقا بھی ہوتا ہے، یوں اس میں حق کی طرف میلان رکھنا بھی شامل ہوتا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ اسے حق کی محبت میں خصوصی طور پر استعمال کیا جائے''۔(20)

جب الھوی کے معنی سے معرفت ہوئی تو اس کے خطرے اور اختتام سے بھی واقفیت ہو گئی، جب مجتہد کی شریعت میں سے دلائل کے ذریعے مسائل کا استنباط اور قصد شارع کو تلاش کرنا ذمہ داری ہے، مجتہد یا کسی اور کے لیے یہ ممکن نہیں ہے وہ اپنے اندازے یا نفسانی خواہش کے مطابق کوئی حکم دے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے سامنے اپنی کوئی رائے نہ دے، اس لیے امام شاطبیؒ نے یہ بحث ضروری سمجھی تاکہ مجتہد کو اس کی نفسانی خواہشات کی قید سے بچایا جائے، اس لیے کہ قیدی وہ ہوتا ہے جسے اس کی خواہشات نے غلام بنالیا ہو، اس لیے بھی کہ مجتہد کے سامنے اس کا راستہ واضح ہو،(21) کیونکہ ھوی انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے کہ شاطبیؒ نفسانی خواہشات کی اتباع کے سامنے ایک سخت موقف لے کر سامنے آئے، انھوں نے یہ واضح کیا کہ اصول شرعیہ کا یہ کلیہ ہے کہ مکلف کو اس خواہشات پر چلنے سے روکا جائے تاکہ وہ حالت اختیاری میں اللہ تعالیٰ کا بندہ بنے جیسے حالت اضطراری(22) میں بنتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا اس لیے خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی اور اس کے اوامر سے روگردانی سے ہر ممکن بچا جائے، ہر حالت میں اسی طرف رجوع کیا جائے، اسی لیے رسول بھیجے گئے اور کتابیں نازل کی گئیں۔

اس میں شک نہیں ہے کہ اتباع الھوی عقلا اور نقلا مذموم ہے، بلکہ عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تحقیق مصالح کے لیے نقصان دہ ہے، اس لیے شاطبیؒ نے مسئلہ بیان کرنے کے بعد کہا: ''وہ ظاہر ہے کہ اس سے استدلال کیا جائے''۔(23)

OPEN ACCESS
CC BY

نفسانی خواہشات کی اتباع حق کی اتباع کے مخالف ہے، وحی اور نفسانی خواہشات دو متضاد چیزیں ہیں جو جمع نہیں ہو سکتیں، بلکہ یہ عین شریعت کی مخالفت ہے۔[24]

اتباع ہوی اور ان پر قائم رہنا مصالح دینیہ ودنیویہ میں فساد کا سبب بنتا ہے، اسی لیے شاطبیؒ نے اس کی مذمت پر اتفاق نقل کیا ہے اگرچہ وہ متقدمین ہی کیوں نہ ہوں، وہ اپنے نفس کو اتباع ہوی سے دور رکھتے تھے، یہ ایسا امر ہے جس کی صحت پر عقل اور نقل کا تواردرہا ہے۔[25]

اس میں شک نہیں ہے کہ مجتہد یا کسی اور کو اتباع ہوی سے صرف مشقت اور تنگی ملے، اس پر ان لوگوں کے حالات دلالت کرتے ہیں جنھوں نے اپنی خواہشات کی اتباع کی اور اپنے نفس کے لیے آسانی چاہیے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾[26] ''بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کردیا۔'' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ﴾[27] ''وہ محض وہم اور اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہیں۔'' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۱۴﴾[28] ''پس کیا یا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جسے اس کے برے عمل اچھے کرکے دکھائے گئے ہوں اور انھوں نے اپنی ہی خواہشوں کی پیروی کی ہو۔''

اگرچہ خواہشات کو ترک کرنے میں مشقت ہے لیکن یہ مشقت تکلیف میں غیر معتبر ہے؛ اس لیے کہ اگر یہ معتبر ہوتی تو اس پر تخفیف لازم آتی، اور یہ پوری شریعت کے انہدام کا سبب ہوتی، چونکہ اس کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں جو چیز اس کی طرف جائے وہ بھی باطل ہو گی۔[29]

خواہشات کی اتباع کے بارے شاطبیؒ کا موقف ہمیں ان سطور سے سمجھ آئے گا، خصوصا جب کوئی مجتہد اپنی خواہشات کی پیروی کرے، وہ یہ ہے: پہلا: مصالح جن کا شریعت حکم دیتی ہے اور وہ مفاسد جن سے شریعت روکتی ہے اس کا اعتبار خواہشات کے مطابق نہیں ہو گا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ﴾[30] ''اور اگر حق ان کی خواہشوں کے مطابق ہوتا تو آسمان اور زمین میں اور جو کچھ ان میں ہے درہم برہم ہو گیا ہوتا۔'' یہ اس لیے کہ ایک ہی امر میں رغبات اور خواہشات کا اختلاف ہو سکتا ہے، جب لامحالہ اختلاف نظر آرہا تھا تو اسے وضع شریعت سے دور کردیا گیا، اس لیے کہ کوئی بھی امر شریعت کے قواعد کے سہارے کے بغیر نہیں ٹھہر سکتا، اسے قاعدہ مصالح ہوتا ہے اس میں لوگوں کی خواہشات کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔[31]

دوسرا: ہر ایسا امر جس میں انسان اپنی خواہشات کی اتباع کرے اور احکام شرع سے اعراض کرے، وہ لامحالۃ امر باطل ہو گا۔ اس لیے کہ اگر عمل کرنے کی وجہ خواہش نفسانی ہو تو وہ حق کے مخالف ہو گی اور جو حق کے مخالف ہو وہ باطل ہوتی ہے، اگر عمل جملہ عادات سے ہو تو اس پر ثواب نہیں ملتا، اگر دونوں جمع ہو جائیں غالب کا اعتبار کیا جائے گا، ہر ایسا عمل جس میں عامل اپنی خواہشات بھی

OPEN ACCESS
CC BY

شریک کرے اگر تو وہ نہی شارع سے رک جائے تو امر شارع غالب سمجھا جائے گا اور اگر اس سے نہیں رکتا تو اس پر خواہشات کا غلبہ ہو گا۔[32]

تیسرا: جیسا کہ ذکر ہو چکا کہ خواہشات کی اتباع کا راستہ ایک مذموم راستہ ہے اگرچہ وہ محمود کے ضمن میں آتا ہو، جب یہ واضح ہو گیا کہ وہ شریعت کے متضاد ہے تو اب اگر وہ کسی فعل سے مزاحمت کرتا ہے تو یہ خطرناک ہو گا، اس لیے صاحب عمل آہستہ آہستہ اس پر عادی ہو جائے گا اور اسے تمام اعمال میں شامل کر لے گا، یوں اس کا شریعت پر عمل کرنا خواہشات کے تابع ہو گا جو کہ باطل ہے۔

یہ بھی کہ اتباع ہوی سے اسے مختلف حیلے ملیں گے جنھیں وہ شریعت کے اعمال اور طریقوں سے اپنی خواہشات پوری کرے گا۔

شاطبیؒ اتباع خواہشات کو شریعت کے قالب میں بھی قبول نہیں کرتے، بلکہ وہ خواہشات کا ہر راستہ روکنا چاہتے ہیں جس سے وہ کسی انسان کی عادت بن جائیں۔[33]

اسی لیے شاطبیؒ نے ہر اس راستے کو بند کرنے کی کوشش کی ہے جو اتباع ہوی کی طرف جاتا ہے، یہ قول بالتخییر ہے چاہے مفتیوں کے درمیان ہو یا مجتہدین[34] کی بنسبت ان کے اقوال میں، اس میں ظاہری طور پر اصل سے مناقضت ہے اور قاعدہ شرعیہ کے بھی خلاف ہے۔

شاطبیؒ بدعت کے باب میں بھی اتباع ہوی کو اس کے اہم اسباب میں سے ایک سبب کہتے ہیں، اسی لیے اہل بدعت کو اہل ہوا بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور ادلہ شرعیہ کو اپنی رغبات و شہوات کے تابع کرتے ہیں، اپنی آراء پر اعتماد کر کے انھیں نصوص شرعیہ سے زیادہ اہمیت اور عمل کرتے ہیں، اسی لیے خواہشات کی پیروی صراط مستقیم سے ہٹنے کی اصل وجہ ہے[35]، شاطبیؒ فرماتے ہیں: ''حدیث میں گمراہی کی وجہ اصل میں اتباع ہوی اور مقاصد شرعیہ سے کنارہ کشی بتایا گیا''۔[36]

خواہشات کی اتباع متشابہ میں واقع ہوتا ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کی اتباع سے منع فرمایا ہے، اور یہ بتایا کہ اس کی اتباع کرنا حق منہ موڑنا اور فتنے میں مبتلا ہونے کے مترادف ہے۔[37]

اس میں شک نہیں کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی ہوی کا ذکر آیا ہے اس کی مذمت کی گئی ہے[38]، اس سے بچنے کا حکم، اس کے اخروی نقصان اور اہل بدعت کا انجام جیسے واقعات کی صورت میں آیا ہے، اسی لیے ابن عباس فرماتے ہیں: ''اللہ نے قرآن میں ہوی کا ذکر نہیں کیا مگر اس کی مذمت نہ کی ہو''۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: میں آپ کی خواہشات کے مطابق کام کروں گا، ابن عباس □ نے اسے جواب دیا: الھوی ساری گمراہی کا نام ہیں تم کون سی پہ عمل کرو گے۔[39]

کسی نے النخعی سے ہوی سے متعلق پوچھا کہ کس میں خیر ہے، انھوں نے جواب دیا: اللہ تعالٰی نے خواہشات میں ایک ذرہ کے برابر خیر نہیں رکھی، یہ محض شیطان کی زیب وزینت ہے، کام وہی اچھے ہیں جو پہلے لوگوں سے منقول ہیں، سلف صالحین نے ان پر عمل کیا ہے۔[40]

اہل بدعت کی اپنی خواہشات پر عمل کرنے کی چند مثالیں، ان کی خواہشات نے انھیں کس جانب لے گئیں:

OPEN ACCESS
CC BY

پہلی: ہوی نے انھیں ضعیف احادیث پر عمل کرنے پر مجبور کیا،انھوں نے اصول کی خلاف ورزی کی،دین میں نئی چیزیں ایجاد کیں،انھیں صحیح احادیث کورد کرنے کی جرات ہوئی اس لیے کہ وہ ان کی خواہشات اور عقل کے خلاف تھیں،اس لیے بھی کہ یہ ان کے عقلی اصولوں کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتی تھیں۔(41)

دوسرا:خواہشات نے انھیں واضح اصول سے انحراف اور متشابہات میں ڈال دیا، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ﴾(42) ''سو جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں۔''(43)

تیسرا:خواہشات نے انھیں کئی ادلہ میں تحریف ان کے استعمال میں غلطی ایسے کہ وہ کسی دوسرے مقام کی معلوم ہوں۔(44)

چوتھا:خواہشات نے ان سے ایسے ظواہر شرعیہ بنوائے،ایسی تاویلات جنھیں عقل تسلیم نہیں کرتی،وہ اس کی مراد کا دعویٰ کرتے ہیں جنھیں عربی نہیں سمجھتے وہ ان سے شریعت کا ابطال چاہتے ہیں۔(45)

پانچواں:خواہشات نے انھیں مصنوعی علماء کے خلاف کھڑا کر دیا، یہ ان کی طبیعت میں شامل ہو گیا،وہ اس کے ذریعے اپنی خواہشات پوری کرتے،ایسے لوگ علماء کے اقوال سے اختلافی باتیں نکالتے اور جو اپنی ذات اور نفس کے لیے پسند کرتے ان پہ عمل کرتے اور حجت یہ پیش کرتے کہ اختلاف علماء رحمت ہے۔(46)

اتباع خواہشات نے انھیں ایسا کر دیا کہ مستفتی کی رغبت اور اس کی خواہشات کے مطابق فتویٰ دینے لگے،اگر اور وہ دوست یا قریبی ہو تو اس کے لیے اصل حقائق سے نظریں چرالی جاتیں،شریعت کی ترجیحات کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا جاتا کہ اختلاف علماء رحمت ہے،اور دوسرے اقوال میں حرج ہے،یہ راستے سے بھٹکنا اور بڑے خطرے کی بات تھی۔(47)

شاطبیؒ ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہیں کہ خواہشات انسان کے ساتھ کس طرح کھیلتی ہیں،وہ فرماتے ہیں: محمد بن یحییٰ بن لبابہ کو قضاء سے ہٹادیا گیا پھر انھیں کچھ چیزوں کے انکار کی وجہ سے شوری سے نکال دیا گیا، پھر انھیں قید کر دیا گیا،ان کی عدالت کو ختم کر دیا گیا،انھیں گھر میں بند کر دیا گیا اور فتویٰ دینے سے منع کر دیا گیا، پھر بادشاہ ناصر کو ہسپتال خریدنے کی ضرورت پیش آئی۔(48) وہ جگہ وقف کی تھی وہاں مریضوں کو رکھا جاتا تھا(49)،یہ نہر کے کنارے پر تھی، بادشاہ کے گھر سے وہ نظر آتے تھے جس سے اسے تکلیف پہنچتی تھی،اس نے یہ بات القاضی ابن بقی کے سامنے رکھی اور کہا کہ آپ فقہاء کرام کو میری ضرورت سمجھادیں، ممکن ہے وہ آپ کی بات سمجھ جائیں، میں انھیں اس کا انعام بھی دوں گا اگر میرے لیے اس میں کوئی راہ نکل آئے،ابن بقی نے ان سے بات کی،لیکن اس کے لیے کوئی راہ نہ نکلی، ناصر کو سخت غصہ آیا اور وزیروں کو حکم دیا کہ انھیں ڈرائیں دھمکائیں، چنانچہ وزراء اور فقہاء کے درمیان مناظرہ شروع ہوا، لیکن ناصر کا مقصد حاصل نہ ہو سکا، یہ ساری بات ابن لبابہ کے پاس پہنچی،اس نے فقہاء کے بارے میں کچھ باتیں ناصر کو پہنچائیں، جس میں اس نے کہا کہ فقہاء نے اسے منع کر دیا ہے اگر میں حاضر ہوتا تو اس کے جواز کا فتویٰ دیتا، یہ بات ناصر کو سمجھ آ گئی،اس نے ابن لبابہ کو شوری میں دوبارہ شامل کرنے کا حکم دیا، پھر اسی مسئلہ پر دوبارہ مشورہ کرنے کا حکم دیا، فقہاء اور

OPEN ACCESS
CC BY

قاضی اکٹھے ہو گئے،ابن لبابہ سب سے آخر میں آئے، قاضی نے مسئلہ پیش کیا،سب نے انکار کر دیا ابن لبابہ خاموش رہے، قاضی نے ان سے کہا: آپ اس میں کیا کہتے ہیں؟انھوں نے جواب دیا: امام مالک کا قول وہی ہے جو ہمارے دیگر ساتھیوں نے بیان کیا، جبکہ اہل عراق (50) حبس کو جائز نہیں سمجھتے، جبکہ وہ علماء امت ہیں لوگوں کی بڑی تعداد ان سے ہدایت حاصل کرتی ہے، اگر امیر المومنین کو اس ہسپتال کی ضرورت ہے تو اس میں کیا مسئلہ ہے؟ اسے اس سے منع نہیں کرنا چاہیے، سنت میں اس کی گنجائش ملتی ہے، میں اس میں اہل عراق کا قول اختیار کروں گا اور ان کی رائے کی تقلید کروں گا، فقہاء نے کہا: سبحان اللہ! امام مالک کے قول کو چھوڑ رہے ہو جس پر اسلاف نے فتوے دیے، اس پر عمل پیرا رہے، لوگوں کا اس پر اعتقاد رہا، اور ہم نے اسی پر فتویٰ دیا، وہ امیر المومنین کی رائے ہے اور آئمہ کرام کی رائے ہے۔ ابن لبابہ نے ان سے کہا: خدا تمھارا بھلا کرے، جب تم میں سے کسی ایسی مصیبت پیش آتی ہے تو تم کسی غیر کا قول نہیں لیتے ہو اور اپنے لیے رخصت نکال لیتے ہو، انھوں نے کہا: بالکل، ابن لبابہ نے کہا تو امیر المومنین اس کا زیادہ مستحق ہے، اپنی اصلیت پر رہو، اور علماء کے اقوال سے موافق پر عمل کرو، وہ سب قدوہ تھے۔ وہ سارے خاموش ہو گئے، ابن لبابہ نے قاضی سے کہا میرا فتویٰ امیر المومنین تک پہنچادو، قاضی نے ناصر کو بصورت مجلس وہ فتویٰ بھجوادیا اور خود وہی بیٹھا رہا یہاں تک کہ جواب آیا کہ ابن لبابہ کا فتویٰ صادر ہو گیا ہے اور اس کی تنفیذ کی جائے گی، مریضوں کو اس جگہ کے بدلے اس سے دگنی جگہ دی جائے گی اور وہاں ہسپتال بنایا جائے گا، اس کے بعد ابن لبابہ کو وزارت عطا کر دی گئی، وہ شوری کے مستقل حصہ بن گئے یہاں تک کہ انھیں موت آئی، قاضی عیاض فرماتے ہیں: ''میں نے بعض مشایخ سے یہ ذکر کیا تو انھوں نے کہا: اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی کر دیا جائے کہ انھوں نے جیل کی سختی سے جو حلال کیا، وہ اس سختی سے بہتر جو انھوں نے کیا۔ جس طرح انھوں نے کہا''۔ (51)

شاطبیؒ اس فتویٰ میں اتباع ہوی اور حب جاہ کو بیان کرتے ہیں، اور یہ کہ اس میں دو جہتوں سے غلطی ہے:

پہلی: ابن لبابہ نے اس مذہب کی تحقیق نہیں کی جس پر فتویٰ دیا؛ اس لیے کہ اہل عراق وقف کو مطلقا باطل نہیں کہتے، جس نے ان سے یہ نقل کیا ہے وہ درست بات نہیں ہے، یا پھر ان کا قول ہو گا جس سے انھوں نے رجوع کر لیا ہو گا، ان کا مذہب امام مالک کے مذہب کے قریب ہے۔ (52)

دوسری: اگر یہ فتویٰ تسلیم کر لیا جائے تو حاکم کے لیے جائز نہیں کہ ان دونوں اقوال میں سے کسی کی طرف رجوع کرے وہ امارت کے لیے یا کسی بھی وجہ کے لیے ہو، اس لیے کہ ترجیح شرعی مرجحات کو دی جائے گی نہ کہ نفسانی خواہشات کو، یہ بات علماء کرام کے درمیان متفق علیہ ہے، جو کوئی قول غیر محقق کی تقلید کرے گا یا اسے بغیر کسی وجہ کے ترجیح دے گا اس نے گویا اپنی خواہشات کی اتباع کی، اور وہ فتویٰ دیا جسے شریعت نے صادر نہیں کیا (53)، شاطبیؒ اپنی اس بات کو یہ کہہ کر ختم کرتے ہیں ''فتویٰ میں یہ طریقہ جملہ بدعت اور اللہ کے دین میں نئی ایجادات کرنے کے مترادف ہے، جیسا کہ عقل کو دین پر ترجیح دینا مطلقا درست نہیں''۔ (54)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اتباع ہوی سے متعلق شاطبیؒ کا موقف چاہے مجتہد ہو یا کوئی عام انسان سب کے لیے بڑا واضح اور صریح ہے۔

CC BY

شاطبیؒ کا خواہشات کی اتباع کی حرمت کا موقف مجتہد عالم کے لیے کوئی نئی چیز نہیں ہے، بلکہ اس میں علماء کے اقوال متابعت کے ساتھ وارد ہوئے ہیں[55]، وہ اس سے منع کرتے تھے، بلکہ علماء کی ایک جماعت نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ فتویٰ یا حکم[56] بتانے میں خواہشات کی اتباع کرنا حرام ہے، ان میں سے بعض نے مطلقا اتباع ہوی کو حرام قرار دیا ہے۔[57]

ابن حزم فرماتے ہیں: اس پر اتفاق ہے کہ مفتی اور قاضی کے لیے خواہشات کی بناء پر فتویٰ یا حکم دینا جائز نہیں ہے۔[58]

اہل علم نے اتباع ہوی میں عام وخواص کے لیے تساہل فی الدین، تلاعب بالمسلمین، امانت میں خیانت اور فسق وہوان کو شمار کیا ہے[59]، ابن الصلاح فرماتے ہیں: ''تساہل اس طرح ہوگا کہ وہ اغراض فاسدہ کو حیلوں کے لبادے میں یا شبہات کو رخصت کے طلب میں جس سے اسے نفع ہو، یا جس کا نقصان کرنا ہو اس پر سختی کرنا جو کوئی ایسا کرے گا اس پر دین کی پیروی کرنا مشکل ہو جائے گا''۔[60]

ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''امام احمدؒ ودیگر حضرات نے لکھا ہے کہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی چیز پر واجب یا حرام کا اعتقاد رکھتا ہو پھر اسے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے غیر واجب یا غیر حرام سمجھنے لگے''۔[61]

ابن القیم فرماتے ہیں: ''اللہ کے دین میں اپنی خواہشات، ذاتی اغراض یا شہوت کے مطابق عمل کرنا جائز نہیں ہے، اپنی غرض کے مطابق جو قول ملا اس پر فتویٰ دیدیا، جب دوسروں کو کوئی مسئلہ پیش آگیا ان کے لیے اس کے خلاف فتویٰ دیدیا، یہ افسق الفسائق اور اکبر الکبائر ہے''۔[62]

المرداوی فرماتے ہیں: ''خواہشات کے مطابق حکم صادر کرنا یہ زندقہ ہے، وہ حکم صحیح نہیں ہوگا، نہ وہ قضاء کا مستحق ہوگا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۰۰۴۰﴾[63]،[64]

بعض علماء نے نبی کریم ﷺ کے اجتہاد سے انکار کیا ہے، اس لیے کہ وہ ہوی تھی وحی نہیں تھی[65]، جب یہ نبی کریم ﷺ کے لیے ایسا ہے تو دیگر کے لیے بطریقہ اولی ہوگا۔

کسی عاقل کو خواہشات کی تکمیل کی حرمت میں شک نہیں ہونا چاہیے، شریعت نے اس کی طرف جانے والے تمام ابواب بند کیے ہیں اور تمام ذرائع جو اس تک پہنچتے تھے انھیں روکا ہے، اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا گیا ہے، مگر صرف دو صورتیں شاذ ہیں:

پہلی: امت کے صالحین کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ناگزیر حالات میں فتویٰ اپنی خواہش کے مطابق بغیر اجتہاد کے دے سکتے ہیں، یہ مویس بن عمران سے حکایت کیا گیا ہے۔[66]

دیگر حضرات فرماتے ہیں: ''ہر وہ جو کسی ناگزیر حالات میں فتویٰ دے جس سے وہ تقرب الی اللہ چاہتا ہو، وہ حق پر ہوگا چاہے وہ مجتہد ہو یا نہ ہو، اسے داود اور اصحاب الظواہر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے''۔[67]

کسی بھی عاقل انسان کو دو اقوال کے شذوذ اور ضعف میں شک نہیں ہونا چاہیے۔

CC BY

موسیٰ بن عمران کا قول اس بات کے جواز پر مبنی ہے کہ کسی عالم سے یہ کہا جائے آپ فیصلہ کرو کیونکہ آپ غلط فیصلہ نہیں کرتے اور وہی واقع ہوتا ہے، اگر یہ قول باطل ہو گا تو اس پر جو مرتب ہو گا وہ بھی باطل ہو گا۔[68]

البتہ جو ظواہر سے نقل کیا گیا مجھے وہ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا، وہ کیسے کسی عالم راسخ کو علم میں قیاس سے منع کرتے ہیں اور اسے اس کی اتباع خواہشات اور باطل رائے قرار دیتے ہیں[69]، جب یہ عالم مستند کے ساتھ قیاس میں یہ کرتے ہیں، تو اس کے بغیر کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔

شاید یہ قول جو ان سے منسوب کیا گیا ہے یہ ان کے ابطال تقلید کے قول سے پیدا ہوا ہے، یوں ہر کوئی فتویٰ اور اجتہاد کر سکتا ہے، یہ اس کا حق ہے، لیکن اس میں اطلاق نہیں ہے، پھر تقلید کو جائز نہیں سمجھتے؛ کیونکہ یہ بغیر دلیل کے ہوتی ہے[70]، پھر حکم مباشر بغیر علم کے کیسے ہو گا، یہ سابق سے زیادہ اشد ہے، اس لیے ہر کسی پر یہ لازم کرتے ہیں وہ اپنی استطاعت کے مطابق اجتہاد کرے، فتویٰ اور عمل بغیر کسی دلیل کے نہ دے۔

الحاصل: جب یہ ثابت ہو گیا، تو صحیح بات یہ ہے کہ اتباع ہوی کی حرمت من جملہ اور بالتفصیل حرام ہو، اس کے دلائل میں کوئی منازع اور معارض نہیں ہے، نہ ہی اس میں کسی نے مخالفت کی مگر مجرد خیالات میں، یہ قطعی دلائل کے خلاف اور منافی ہے جو اتباع ہوی کی مذمت کرتی ہیں۔

حوالہ جات

---

(1) ابن فارس، احمد بن فارس بن زکریا، ابوالحسین، معجم مقاييس اللغة، بیروت: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ، 336/4؛ الفیروز آبادي، محمد بن یعقوب الفیروز آبادي مجدد الدین، القاموس المحیط، مؤسسة الرسالة، ط: ۸، ۲۰۰۵ء، ص148؛ اساس البلاغة، ص302.

(2) القول السدید في بعض مسائل الاجتهاد والتقليد، ص47-48؛ عنهم اور منهم کے الفاظ کا فرق ہے۔

(3) الشاطبي، ابراهيم بن موسي بن محمد اللخمي الغرناطي، الاعتصام، السعودية: دارابن عفان،505/2؛ الشاطبي، ابراهيم بن موسى بن محمد اللغرناطي، ابو اسحاق، الموافقات، السعودية: دار ابن عفان، 331/5؛ ترتیب المدارك، 72/1.

(4) الاعتصام، 505/2؛ تقي الدين السبكي فرماتے ہیں کہ یہ مشہور قول ہے جو ان سے نقل کیا جاتا ہے البتہ اس کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

(5) الاعتصام، 504/2-505.

(6) الموافقات، 165/5.

OPEN ACCESS
CC BY

(7) الموافقات، 220/5.

(8) الموافقات، 286/5. شاطبی نے متعصب علماء کو کہا ہے کہ وہ ان کی شان کے خلاف ہے۔

(9) مراتب الاجماع، ص51؛ القرافي، احمد بن ادريس شهاب الدين، ابو العباس، شرح تنقيح الفصول في اختصار المحصول في الأصول، بيروت: دار الفكر، ١٤٢٤ھ، 327/4؛ التلخيص، 314/3؛ روضة الناظر، 338/1؛ الآمدي، سيف الدين أبي الحسن على بن أبي علي بن محمد، الإحكام في أصول الأحكام، علق عليه الشيخ عبدالرزاق عفيفي، ط١، ١٣٩٢ھ، 157/4؛ الاقناع لطالب الانتفاع، 397/4.

(10) الرسالة، 424-425؛ أبي المعالي عبدالملك بن عبدالله بن يوسف، البرهان في أصول الفقه، الطبعة الأولى، طبع علي نفقة الشيخ خليفة بن حمد آل ثاني أمير دولة قطر، 867/2؛ ابن رشد الحفيد، محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد القرطبي، الضروري في اصول الفقه أو مختصر المستصفي، تونس: دار العرب الإسلامي، 387/2؛ ابن العربي، القاضي ابي بكر، المحصول في أصول الفقه، عمان: دار البيارق، 64/6؛ روضة الناظر، 385/2؛ الاحكام، 203/4؛ شرح المعالم، 1637/4؛ نهاية السول، 547/4.

(11) الكافية في الجدل، ص529؛ المنهاج في ترتيب الحجاج، ص9.

(12) الشريعة للاجري، ص45؛ جامع أبي عمر يوسف بن عبدالبر النمري القرطبي الأندلسي، الحافظ، جامع بيان العلم و فضله وما ينبغي في روايته و حمله، بيروت: دار الكتب العلمية، ١٣٩٨ھ/ ١٩٧٨م، 91/2؛ شرح اصول اعتقاداهل السنة والجماعة، 76/1-82؛ شرح العقيدة الطحاوية، 544-777؛ الابانة لابن بطة، 215/1؛ مجموع الفتاوي، 19/5-6-9؛ الزركلي، خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس الدمشقي، الأعلام، بيروت: دار العلم للملايين، ٢٠٠٢م، 40/1؛ 201/2.

(13) القول السديد، ص46.

(14) آل عمران٣: ١٠٥.

(15) الانعام٦: ١٥٩.

(16) الموافقات، 160/5-287-288؛ مجموع الفتاوي، 291/20-292.

(17) معجم مقاييس اللغة، 15/6؛ القاموس المحيط، 1735. ابن الجوزي نے ذم الھوي میں (36) شعبی کا قول نقل کیا ہے: ھوي کا نام اس لیے پڑا کیونکہ وہ اپنے صاحب کو گرا دیتی ہے۔

(18) ذم الهوي، ص35.

(19) التعريفات، ص320؛ الكليات، ص962؛ مفردات الفاظ القرآن، ص849؛ كشاف اصطلاحات الفنون، 410/4.

(20) جامع العلوم والحكم، ص420-421.

(21) ابن تیمیہ فرماتے گیں:محبوس وہ ہوتا ہے جس کا دل اسے رب سے دور کرے، قیدی وہ ہوتا ہے جس کی خواہشات اسے قید کرلیں۔ طبقات الحنابله، 402/2.

(22) الموافقات، 289/2؛ الاعتصام، 499/2.

OPEN ACCESS

(23) ایضاً، 292/2؛ 96/5.
(24) ایضاً ، 510/1؛ 65-64/2؛ 99-96/5.
(25) ایضاً، 292/2.
(26) الجاثیة۴۵: ۲۳.
(27) النجم۵۳: ۲۳.
(28) محمد۴۷: ۱۴.
(29) الموافقات، 515/1،510-516؛ منهاج السنة، 256/5.
(30) المؤمنون۲۳: ۷۱.
(31) الموافقات، 64-63/2، 66-65.
(32) ایضاً، 297-295/2؛ 363-353/3.
(33) الموافقات، 299-298/2؛ 37/3-351-353.
(34) ایضاً، 94/5.
(35) الاعتصام، 401/2-470-499؛ الموافقات، 211/3؛165/5-221؛ جامع العلوم والحكم، ص420.
(36) الموافقات، 299/2.
(37) ایضاً، 212/3-317؛ الابانة لابن بطه501/2.
(38) الموافقات، 291/2؛ ابن الجوزي: ذم الهوي، ص36؛ القرطبي، الجامع الاحكام القرآن، 167/16؛ الاعتصام، 401/2.
(39) معمر، الجامع مع مصنف عبدالرزاق، باب القدر126/11؛ ابن بطه، الابانه، 355/1-238؛ اللالكائي:شرح اصول اعتقاداهل السنة والجماعة، 146/1-225.
(40) الاعتصام، 401/2.
(41) ایضاً، 164/1، 168، 399؛ الموافقات، 94/5.
(42) آل عمران۳: ۷.
(43) الاعتصام، 173/1-174.
(44) ایضاً، 181/1.
(45) ایضاً، 183/1.
(46) ایضاً، 510/2.
(47) الموافقات، 48/5-278؛ مجموع الفتاوي، 20/9-8، 164.
(48) آج کل کے زمانے میں مجشر ہسپتال کو کہتے ہیں، المجمل، ص132؛ الصحاح، 533/2؛ لسان العرب، 287/2؛ القاموس المحيط، ص466.
(49) نہر کے کنارے کو کہتے ہیں . المجمل، ص505؛ القاموس المحيط، ص1688؛ مادة عدا.

CC BY

(50) امام مالك اور ان کے اصحاب کی وقف سے متعلق رائے. الكافي، 1012/2؛ مواهب الجليل، 18/6؛ التاج والاكليل، 42/6.

(51) الاعتصام، 399/2-400؛ الموافقات، 86/5-89. یہ مکمل قصہ ترتیب المدارك میں ہے80/2-82. یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ابن لبابہ نے سچی توبہ کرلی تہی، اور وہ معتدل حالت میں آگئے تھے، اس کے بعد وہ علمی کاموں میں مشغول رہے۔

(52) السرخسی فرماتے ہیں:بعض حضرات نے یہ گمان کیا کہ یہ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق جائز نہیں ہے، اسی طرف ظاہر روایت میں اشارہ ہے، جب کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اسے جائز نہیں سمجھتے تھے جس کا مطلب ہےوہ اسے لازم نہیں کرتے تھے، جب کہ اصل جواز ان سے ثابت ہے۔ المبسوط، 27/12؛ الهداية مع البناية، 890/6؛ بدائع الصناعة، 218/6.

(53) الاعتصام، 400/2-401.

(54) ايضاً، 401/2.

(55) شرح اللمع، 1054/2-1055؛ محفوظ بن أحمد بن الحسن أبو الخطاب الكلوذاني الحنبلي، الدكتور، التمهيد في أصول الفقه، مكة المكرمه: مركز البحث العلمي و إحياء التراث الإسلامي، ١٤٠٦ه/ ١٩٨٥م، 97/4؛ ميزان الاصول، 756/2؛ الاحكام في تميز الفتاوي عن الاحكام، ص44؛ شرح مختصر الروضة، 194/3؛ اعلام الموقعين، 38/1.

(56) الفصول، 327/4؛ التلخيص، 314/3؛ الاحكام، 157/4؛ الاقناع لطالب لانتفاع، 397/4.

(57) روضة الناظر، 338/1؛ شرح تنقيح الاصول، ص451؛ نهاية الوصول، 4004/8؛ تقريب الوصول، ص401؛ الاقناع لطالب الانتفاع، 397/4.

(58) مراتب الاجماع، ص51.

(59) قواطع الادلة، 306/2-307-353؛ تلبيس ابليس، ص169؛ المجموع، 79/1-80؛ صفة الفتوي، ص31-32؛ اعلام الموقعين، 162/4-170-171؛ التقرير و التحبير، 341/3.

(60) ادب الفتوي، ص65.

(61) مجموع الفتاوي، 220/20.

(62) اعلام الموقعين، 162/4.

(63) النور٢٤: ٤٠.

(64) السفاريني، غذاءالالباب، 225/11.

(65) شرح مختصر الروضة، 599/33.

(66) المسودة، ص503.

(67) ايضاً.

OPEN ACCESS
CC BY

(68) اصولیوں کے نزدیک اسے مسئلہ تفویض کہتے ہیں، المعتمد، 2/889-890؛ قواطع الادلہ، 2/337؛ التمہید، 4/373؛ المحصول، 6/137؛ الاحکام، 4/209؛ شرح الکوکب المنیر، 4/519؛ ارشاد الفحول، ص441.

(69) النبذ، ص96؛ الاحکام، 2/515.

(70) النبذ، ص114؛ الاحکام، 2/282.

OPEN ACCESS